

انسانی اعضاء کی پیوند کاری اسلام کی نظر میں

(۲) دوسرا قاعدہ: مجوزین حضرات انسانی اعضاء کی پیوند کاری میں یہ قاعدہ بھی پیش کرتے ہیں کہ

إذا تعارض مفسدتان روعي أعظمهما ضراراً بارتكاب أخفهما. (الاشباه والنظائر ۱/۲۵۸)
کہ جب دو خرابیوں کے مابین تعارض آجائے تو زیادہ نقصان دہ خرابی سے بچنے کے لئے کم تر خرابی کو اختیار کیا جائے گا۔ تو یہاں ایک طرف زندہ انسان کی جان جانے کا خوف ہے اور دوسری طرف ایک مردہ یا زندہ انسان کے اعضاء کی قطع و برید ہے تو واضح ہے کہ ان دونوں مفسدات میں انسانی جان کا ضیاع اعظم ہے اس لئے اس قاعدہ کی رو سے پیوند کاری کے لئے قطع و برید کے اس اخف عمل کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔

(۳) تیسرا قاعدہ: مجوزین حضرات جواز کے لئے تیسرا قاعدہ یہ پیش کرتے ہیں جس کی بنیاد پر اعضاء کی پیوند کاری کا جواز مہیا ہوتا ہے۔

المشقة تجلب العيسر (الاشباه والنظائر لابن نجيم ص ۲۲۶ ج ۱) کہ مشقت آسانی لاتی ہے۔ اس قاعدہ کا مقصد یہ ہے کہ مصیبت اور شدید مشقت کے وقت آسانی پیدا کرنی چاہیے علامہ علی حیدر نے لکھا ہے یعنی ان الصعوبة العی تعارف فی شیء تكون سبباً باعثاً علی تسهيل وتوهين ذلك الشيء (درر الحکام ۱/۳۵)
جب صعوبت جو کسی شے کا مقابل ہو جائے تو وہ آسانی اور تھوین کا سبب بنتا ہے۔
یا بالفاظ دیگر بحسب العوسیع وقت الضیق (درر احکام ۱/۳۵)
یعنی تنگی کے وقت وسعت واجب ہے۔

اور یہاں پر بھی ایک شدید ضرورت کی وجہ سے تنگی واقع ہوئی ہے۔ اس لئے وسعت پیدا کرنا چاہیے۔

(۴) چوتھا قاعدہ: مجوزین حضرات چوتھا قاعدہ یہ پیش کرتے ہیں جس سے اعضاء کی پیوند کاری کا جواز معلوم ہوتا ہے "الضرر یزال" (الاشباه والنظائر ۱/۲۵۰) کہ ضرر کو زائل کیا جائے گا یہی وجہ ہے کہ فقہا کرام نے مردہ عورت کے پیٹ چاک کرنے کی اجازت دی ہے جب اسکے پیٹ میں بچہ زندہ ہو اور زندہ بچ جانے کی امید ہو۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ ومنها جواز شق بطن المیتة لخراج الولد اذا کانت ترجی حیاته (الاشباه والنظائر ۱/۲۶۰)

اس قاعدہ کی رو سے جائز ہے کہ اس مردہ انسان (حاملہ عورت) کا پیٹ چاک کر کے اس بچہ کو نکالا جائے جس کی حیات (زندگی) کی امید ہو۔ اور یہی ضرورت یہاں بھی ہے کہ ایک بیمار انسان موت و حیات کے اس کشمکش سے نکل کر دوبارہ

معمول کی زندگی بسر کرنا شروع کرے اور یہ عمل بغیر پیوند کاری کے ممکن نہیں اس لئے یہ قاعدہ بھی اس صورت کو جائز قرار دیتا ہے۔ اسی طرح دوسرے فقہی قواعد مثلاً

(۵) پانچواں قاعدہ: الأمر إذا ضاق اتسع (درر الحکام ۳۶/۱) جب کسی امر میں تنگی واقع ہو جائے تو اس میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے

(۶) چھٹا قاعدہ: درء المفاصد أولى من جلب المنافع (درر الحکام ۴۱/۱) مفاسد کو دور کرنا منافع کے حصول سے زیادہ بہتر ہے۔

(۷) ساتواں قاعدہ: الضرر يدفع بقدر الامكان (درر الحکام ۴۲/۱) ضرر کو جتنی الوسع دور کیا جائے گا۔

(۸) آٹھواں قاعدہ: الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف (درر الحکام ۴۰/۱) کہ ضرر شدید کو ضرر خفیف سے زائل کیا جائے گا۔

یہ وہ قواعد ہیں جو انسانی اعضا کی پیوند کاری کا جواز مہیا کرتے ہیں اسکے علاوہ مجوزین حضرات قرآن پاک کی ان آیات سے بھی استدلال کرتے ہیں جن میں جان بچانے کیلئے حالت اضطرار میں حرام چیزوں کے کھانے یا حالتِ اکراہ میں کلمہ کفر زبان سے ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

ارشادِ باری ہے: من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدراً فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم. (النحل ۱۰۶)

ترجمہ: جو کوئی مکر ہو اللہ سے یقین لانے کے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر، لیکن جو کوئی دل کھول کر مکر ہو اسواں پر غضب ہے اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اسی طرح ایک دوسری جگہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا اثم عليه

ترجمہ: پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو باغ و نہ تو عاد فرمائی کرے اور نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں (تفسیر عثمانی)

اسی طرح قرآن پاک کی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

ومن احياها فكاثما احيا الناس جميعاً (مائدہ ۳۲)

ترجمہ: اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو۔ (تفسیر عثمانی)

اس کے علاوہ یہ اللہ بکرم الیسر ولا یزیدہکم العسر (الایہ)

کہ اللہ تعالیٰ آسانی چاہتے ہیں تنگی نہیں چاہتے وغیرہ آیات سے استدلال کرتے ہیں ان حضرات کا کہنا ہے کہ آسانی اس میں ہے کہ اجتہادی مسائل میں جواز کے پہلو کو ترجیح دی جائے اور اعضاء انسانی کے پیوند کاری کے جواز میں ہی

آسانی ہے اس کے علاوہ ماجعل علیکم فی الدین من حرج (الایہ) کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر دین میں جھگی نہیں رکھی اور عدم جواز کا قول کرنا دین میں جھگی کے مترادف ہے اس طرح ان حضرات کا استدلال غیر منطقی مسائل میں آسانی پیدا کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے اپنے طرز عمل اور صحابہ کرام کو واضح فرمان کہ یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا (الحمدیث) کہ آسانی پیدا کرو جھگی مت لاؤ لوگوں کو خوشخبری سناؤ ان کو تنفر مت کرو سے ہے۔

فرماتے ہیں کہ اسوقت آسانی یہ ہے کہ اعضاء کی پیوند کاری کو جائز قرار دیا جائے

اکابر اہل علم کے فتاویٰ اور فیصلے: چنانچہ ان دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اکابرین امت اور جبال العلم شخصیات نے انفرادی طور پر اور مختلف کانفرنسوں و سمیناروں میں اجتماعی طور پر فیصلے کئے ہیں جنہیں بعض فتاویٰ اور فیصلے پیش نظر ہیں۔
شیخ عبدالعزیز بن باز کا فتویٰ: الجواب: بوقت حاجت و ضرورت گردے کا عطیہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ماہر اطباء کی رائے میں گردہ نکالنے کی صورت میں عطیہ دینے والے کیلئے کوئی خطرہ نہ ہو اور حس کیلئے نکالا گیا ہو اس کیلئے یہ کارآمد ہو۔ عطیہ دینے والی اس بہن کو ان شاء اللہ اجر و ثواب ملے گا کیونکہ یہ ایک انسانی جان کو لاحق ضرر اور خطرے سے بچانے کیلئے مدد اور احسان ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین (البقرہ) اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه (صحیح

مسلم) (فتاویٰ اسلامیہ ج ۳ ص ۴۳۷)

کبار علماء کونسل کا فیصلہ: الحمد لله والصلوة والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ وبعد:

کبار علماء کی کونسل نے اپنے تیرہویں اجلاس میں جو شہر طائف میں ماہ شوال ۱۳۹۸ھ کے آخر میں منعقد ہوا اس تحقیق کو ملاحظہ کیا جسے بحوث علمیہ و افتاء کی فتویٰ کمیٹی نے قرنیہ (آکھ کے سامنے والے شفاف حصے) کی پیوند کاری کے موضوع پر حسب ارشاد جناب چیئرمین برائے ادارہ بحوث علمیہ و افتاء و دعوت و ارشاد (حوالہ نمبر ۲/۴۵۷/۱/۲) تیار کیا تھا نیز اس بات کو بھی ملاحظہ کیا جسے ماہرین امراض چشم ڈاکٹروں نے ذکر کیا تھا کہ حالات و واقعات کے مختلف ہونے کے باعث اس طرح کے آپریشن ۵۰ سے ۹۵ فی صد کامیاب ہوتے ہیں۔ مطالعہ و تحقیق اور افکار و نظریات کے تبادلہ کے بعد کونسل نے کثرت رائے سے یہ فیصلہ کیا۔

اولاً: ایک انسان کی موت کے یقینی ہونے کے بعد اس کی آنکھ کے قرنیہ کو دوسرے مضطر مسلمان کی آنکھ میں لگانا جائز ہے۔ جبکہ ظن غالب ہو کہ یہ آپریشن کامیاب رہے گا اور میت کے وارث منع نہ کریں۔ یہ جواز اس مشہور فقہی قاعدہ کی بنیاد پر ہے کہ دو مصلحتوں میں سے اعلیٰ کو اختیار کیا جاتا ہے اور دوسروں میں سے جو زیادہ خفیف ہو تو اس کا ارتکاب کیا جاتا ہے نیز زعمہ انسان کی مصلحت کو مردہ انسان کی مصلحت پر ترجیح دی جاتی ہے اس آپریشن کے بعد امید ہوتی ہے کہ زعمہ انسان بصارت سے محرومی کے بعد دیکھنے لگے گا، نظر کی درنگی سے خود بھی فائدہ اٹھائے گا اور امت کو

بھی اس سے فائدہ پہنچے گا اور اس سے میت کو کوئی نقصان نہیں جس کی آنکھ کے قریب کو لیا جائے کیونکہ اس کی آنکھ تو مرنے کے بعد بڑھ رہی ہو کر خاک میں ملتی والی ہے۔ اس کی آنکھ کے قریب کے لینے کی صورت میں مسئلہ بھی نہیں ہے کیونکہ اس کی آنکھ تو بند کر دیا جائے گا اور اوپر کی پلک کو نیچے کی پلک کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

ثانی: ایک تندرست قریب کی ایسی آنکھ سے منتقلی بھی جائز ہے جس کے بارے میں ڈاکٹر نے آنکھ سے نکال دینے کا فیصلہ کیا ہو جبکہ اس کے باقی رہنے کی صورت میں خطرہ ہو تو اسے کسی دوسرے مضطر مسلم کو لگانا جائز ہے۔ کیونکہ اسے تو دراصل اس انسان کی صحت کی حفاظت کے لئے نکالا گیا تھا اور اب کسی دوسرے انسان کو اس کے منتقل کر دینے کی صورت میں اسے کوئی نقصان نہیں۔ جبکہ دوسرے انسان کو اس سے فائدہ حاصل ہو رہا ہے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ عین تقاضائے شریعت کے مطابق ہے۔

وبالله التوفیق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

..... کونسل کبار علماء (فتاویٰ اسلامیہ ج ۴ ص ۴۳۴)

شیخ وصیة الرحلی کا فتویٰ: شیخ وصیة الرحلی نے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا ہے ”یحوز بما عدا الا أعضاء العاسلیہ لأن الحی الفضل من المیت وهذه الأعضاء بعد الدفن یا کلها الدود“ (فتاویٰ العصر ص ۲۱۹) اعضاء تاسل کے علاوہ دوسرے اعضا کا عطیہ دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ زندہ آدمی مردے سے افضل ہے اور مردے کے اعضاء دفنانے کے بعد کھڑے کھالیں گے۔

مجلس الجمع الفقہی کا متفقہ فیصلہ: اسی طرح اعضاء کی پیوند کاری کے بارے میں مجلس الجمع الفقہی کا مکہ مکرمہ میں مورخہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ کو اجلاس ہوا اور اس موضوع پر غور کیا گیا کہ ایک انسان کے بعض اعضاء لے کر دوسرے ضرورت مند انسان کے اندر پیوند کر دیا جائے تاکہ اس کے ناکارہ عضو کا بدل بن سکے، جدید طب نے اسے ممکن بنا کر جدید وسائل کے ذریعہ ایہ کام کارنامے انجام دیئے ہیں.....

ایکڈی نے اعضاء کے نقل و پیوند کاری کے موضوع پر فقہاء معاصرین کے اختلافات اور ہر فریق کے دلائل نقل کئے ہیں اس موضوع پر بحث و مناقشہ کے بعد اجلاس کا خیال ہے کہ قائلین جواز کے استدلال ہی رائج ہیں اس لئے اجلاس درج ذیل فیصلے کرتا ہے۔

(۱) کسی زندہ انسان کے جسم سے کوئی عضو لینا اور اسے دوسرے انسان کے جسم میں لگا دینا جو اس کی ضرورت مند ہو اپنی زندگی بچانے کے لئے یا اپنے بنیادی اعضاء کے عمل میں سے کسی عمل کو واپس لانے کے لئے جائز عمل ہے۔ جو عضو دینے والے کی نسبت سے کرامت انسانی کے منافی نہیں ہے اور عضو لینے والے کے حق میں نیک تعاون اور بڑی مصلحت کا کام ہے جو ایک مشروع اور قابل تعریف عمل ہے بشرطیکہ درج ذیل شرائط موجود ہوں۔

- ۱۔ عضو کے لینے سے اس کی عام زندگی کو نقصان پہنچانے والا ضرر نہ لاحق ہوتا ہو کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ کسی نقصان کے ازالہ کے لئے اسی جیسے یا اس سے بڑے نقصان کو گوارہ نہیں کیا جائے گا۔ اور چونکہ ایسی صورت میں عضوی کی پیشکش اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہوگا جو شرعاً ناجائز ہے۔
- ۲۔ عضو دینے والے رضا کار نے اپنی خواہش سے اور بغیر کسی دباؤ کے دیا ہو۔
- ۳۔ ضرورت مند مریض کے علاج کے لئے یہ عضوی کی پیوند کاری ہی طبی نقطہ نظر سے تنہا ممکن ذریعہ رہ گیا ہو۔
- ۴۔ عضو لینے اور عضو لگانے کے عمل کی کامیابی غالباً یا عادتاً یقینی ہو جائے.....

۱۔ شیخ عبدالعزیز بن باز (رئیس مجلس اجمع الفقہی)

۲۔ ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف (نائب رئیس)

ممبران: (۱) عبداللہ عبدالرحمن البسام (۲) صالح بن فوزان بن عبداللہ

(۳) محمد بن عبداللہ بن السبیل (۴) مصطفیٰ احمد الزرقاء (۵) محمد محمود الصواف

(۶) صالح بن عثیمین (۷) محمد رشید قبانی (۸) محمد الشاذلی النفیر (۹) البرک جوی

(۱۰) محمد بن جمیر (۱۱) ڈاکٹر احمد فہیم ابوسنہ (۱۲) محمد الحبیب بن الحجوجہ (۱۳) ڈاکٹر ابو بکر ابو زید

(۱۴) مبروک بن مسعود الوادی (۱۵) محمد بن سالم عبدالودود (۱۶) ڈاکٹر طلال عمر یافیتہ

(بحوالہ عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل ص ۱۵۷)

ڈاکٹر محمد یوسف قرضاوی صاحب کافتوی:

ڈاکٹر قرضاوی صاحب سے اس موضوع کے متعلق ایک سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا تفصیلی اور مدلل جواب دیا ہے اس جواب میں آپ لکھتے ہیں:

لکما یجوز للانسان التبرع بجزء ماله لمصلحة غیره ممن یحتاج الیه لیکملک یجوز

له التبرع بجزء من بدنہ ممن یحتاج الیه. (فتاویٰ معاصرہ ج ۲ ص ۵۸۵)

جس طرح ایک انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ مصلحت کے تحت کسی محتاج شخص کو اپنے مال میں سے کچھ صدقہ کے طور پر دے تو اسی طرح اپنے بدن کا بھی کوئی حصہ محتاج شخص کو دینا جائز ہے۔

مولانا جمیل احمد ندیری صاحب کی رائے گرامی:

احقر کا رجحان اس طرف ہے کہ فقہی اصطلاح کے مطابق ضرورت و اضطرار کی حالت میں کہ جب کسی انسان کی جان جا۔ نے کا خطرہ ظن غالب کے درجے میں ہو تو دوسرے انسان خواہ زندہ ہو یا مردہ کے عضو سے پیوند کاری کی محبتائش ہے اور اس سلسلہ میں مختلف مسائل کے ان فقہاء کرام کے اقوال کو مدد دینا یا جاسکتا ہے جو المغنی ج ۸ ص ۷۰۱

اور شرح المہذب للنووی ج ۹ ص ۴۳، ۵۰ پر منقول ہیں جو حربی مرتد کو قتل کر کے اس کا گوشت کھا کر جان بچانے یا مردہ ہو تو بھی اس کا گوشت کھا کر جان بچانے کی اجازت دی گئی ہے۔ (جدید فقہی مباحث ج ۱ ص ۲۲۲)

مولانا نظام الدین صاحب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیسہ کی رائے گرامی:

۳۔ اعضاء انسانی کے نقص کو دور کرنے کیلئے انسانی اعضاء کا استعمال میرے خیال میں اگر کوئی انسان اپنا کوئی عضو کسی دوسرے انسان کی زندگی بچانے کے لئے دیوے جبکہ اس نے خود اس کی زندگی کو ظن غالب میں کوئی خطرہ نہ ہو تو یہ بالکل درست ہے اور ایثار کی اعلیٰ مثال ہے البتہ اس کی بیع و شراء (خرید و فروخت) درست نہیں۔

میرے خیال میں یہ صرف زندہ انسانوں کے لئے درست ہے، مردہ انسان خواہ وہ اپنی زندگی میں اس کی اجازت دے چکا ہو یا اس کے درمیان اس کی اجازت دیں، مردہ کے اعضاء کا نکالنا درست نہیں۔

اس صورت میں مردہ انسان کے جسم کے تمام حصوں کو زندہ انسانوں کے مفاد میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ اب وہ اس مردہ کے کسی کام کے نہیں ہیں۔ (جدید فقہی مباحث ج ۱ ص ۲۳۰)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی رائے گرامی: محقق زمانہ حضرت علامہ مولانا سیف اللہ رحمانی صاحب نے اس موضوع پر ایک تفصیلی مقالہ تحریر فرمایا ہے، جو ”جدید فقہی مسائل“ میں شائع بھی ہو چکا ہے، آپ مدظلہ کافی بحث و مباحثہ کے بعد خلاصہ بحث کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔ پس ان مباحث کا حاصل یہ ہے کہ

- (۱) اعضاء انسانی کی پیوند کاری کے لئے جو طبی طریقہ ایجاد ہوا ہے اس میں تو بین انسانیت نہیں ہے۔
- (۲) اسلئے جائز ہے بشرطیکہ اس کا مقصد کسی مریض کی جان بچانا یا کسی اہم جسمانی منفعت کو لوٹانا ہو جیسے یدائی۔
- (۳) اور طبیب حاذق نے بتایا ہو کہ اس کی وجہ سے صحت کا غالب گمان ہے۔
- (۴) غیر مسلم کے اعضاء بھی مسلمان کے جسم میں لگائے جاسکتے ہیں۔
- (۵) مردہ شخص سے عضو لیا جا رہا ہو تو ضروری ہوگا کہ خود اس نے زندگی میں اجازت دی ہو اس لئے کہ وہ ایک حد تک اپنے جسم کا مالک ہے نیز اس کے درمیان کا بھی اس کے لئے راضی ہونا ضروری ہے کیونکہ اب وہی اس کے ولی ہیں اسی لئے مقتول کا قصاص طلب کرنے کا حق انہیں کو حاصل ہوتا ہے۔

(۶) زندہ شخص کا عضو حاصل کیا جا رہا ہو تو ضروری ہے کہ خود اس نے اجازت دی ہو اور اس وجہ سے خود اس کو ضرر شدید نہ ہو۔ (جدید فقہی مسائل ۵/۵۸)

ملائشیا میں بین الاقوامی کانفرنس کا فیصلہ:

چونکہ یہ ایک معرکہ الآراء مسئلہ ہے اس لئے اس کے حل کے لئے دنیا بھر میں انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر کوششیں کی گئی ہیں۔ ان کوششوں کی ایک کڑی یہ بھی تھی کہ ملائشیا میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس

میں اعضاء کی پیوندکاری کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اس کمیٹی نے یہ رائے قائم کی کہ اعضاء کی پیوندکاری کا عمل جائز تو ہے مگر اس کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ مریض اضطراری حالت میں ہو اور اس کی زندگی بظاہر اس عمل سے بچ سکتی ہو اور کوئی دوسرا متبادل علاج موجود نہ ہو۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ جس کے جسم سے دل یا دوسرا ایسا عضو لیا جا رہا ہو جس کے بغیر وہ طبی اصول کے مطابق زندہ نہ رہ سکتا ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ مریض کی موت کا یقین حاصل کر لیا جائے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس بات کا یقین اور احتیاطی تدابیر کا علم حاصل کر لیا جائے کہ اعضاء کی پیوندکاری کا یہ عمل انسانوں کے قتل یا انسانی اعضاء کی تجارت اور کاروبار کا ذریعہ نہیں بنے گا۔

(۴) اور چوتھی شرط یہ ہے کہ میت کے وارثوں کی رضامندی حاصل کر لی گئی ہو یا مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ میرے جسم کا فلان عضو لے لیا جائے۔ (مجلد الحجۃ الاسلامیہ: ریاض بحوالہ تفہیم المسائل ۱۸۵/۳)

دوسرے فقہی سیمینار کا فیصلہ:

دوسرا فقہی سیمینار جامعہ ہمدردی دہلی میں ۱۱ تا ۱۲ دسمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۱ تا ۱۲ جمادی الاول ۱۴۱۰ھ منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے بیشتر معروف علمی و تحقیقی مراکز بیرون ملک سے ستر (۷۰) سے زیادہ علماء و محققین ارباب افتاء اور دانشور شریک ہوئے۔ اس سیمینار میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ:

(۱) اسی طرح ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بوقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے۔

(۲) اعضاء انسانی کا فروخت کرنا حرام ہے۔

(۳) اگر کوئی مریض ایسی حالت میں پہنچ جائے کہ اس کا کوئی عضو اس طرح بیکار ہو کر رہ گیا ہے کہ اگر اس عضو کی جگہ کسی دوسرے انسان کا عضو اس کے جسم میں پیوند نہ کیا جائے تو قوی خطرہ ہے کہ اس کی جان چلی جائے گی۔ اور سوائے انسانی عضو کے کوئی دوسرا متبادل اس کی کوپورا نہیں کر سکتا اور ماہر قابل اعتماد اطباء کو یقین ہے کہ سوائے عضو انسانی کی پیوندکاری کی صورت میں ماہر اطباء کو ظن غالب ہے کہ اس کی جان بچ جائے گی اور متبادل عضو انسانی اس مریض کے لئے فراہم ہے تو ایسی ضرورت مجبوری اور بے کسی کے عالم میں عضو انسانی کی پیوندکاری کرا کر اپنی جان بچانے کی تدبیر کرنا مریض کے لئے مباح ہوگا۔

(۴) اگر کوئی تندرست شخص ماہر اطباء کی رائے کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اگر اس کے دو گردوں میں سے ایک گردہ نکال لیا جائے تو بظاہر اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اور وہ اپنے رشتہ دار مریض کو اس حال میں دیکھتا ہے کہ اس کا خراب گردہ اگر نہیں بدلا گیا تو بظاہر حال اس کی موت یقینی ہے اور اس کا کوئی متبادل موجود نہیں ہے تو

ایسی حالت میں اس کے لئے جائز ہوگا کہ وہ بلا قیمت اپنا ایک گردہ اس مریض کو دے اس کی جان بچالے۔

(۵) اگر کسی شخص نے ہدایت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضاء پیوند کاری کے لئے استعمال کئے جائیں جسے عرف عام میں وصیت کہا جاتا ہے، از روئے شرع اسے اصطلاحی طور پر وصیت نہیں کہا جاسکتا اور ایسی وصیت اور خواہش شرعاً قابل اعتبار نہیں۔

(نوٹ: مولانا برہان الدین سنبل صاحب کو دفعہ ۴-۵ سے اتفاق نہیں ہے)

الجزائر کے علماء کا فتویٰ:

سعودی عرب کے علمی تحقیقاتی اور دعوت و ارشاد کے اداروں کے رئیس شیخ عبدالعزیز بن باز نے عالم اسلام کے مختلف علمی مراکز کو خطوط لکھے تھے جن میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے بارے میں انکی رائے طلب کی تھی۔ الجزائر کی تعلیم اور مذہبی امور کی وزارت نے اپنے ملک کی کمیٹی برائے افتاء کی جو رائے ارسال کی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: مسلمان ڈاکٹروں نے کمیٹی کے استفسار پر بتایا کہ کسی صحت مند شخص کا گردہ نکال کر اگر کسی مریض کو لگا دیا جائے جسکے گردوں نے کام چھوڑ دیا ہو اور اس کی زندگی شدید خطرے میں ہو تو اس کی زندگی بچ سکتی ہے اور گردے کا عطیہ دینے والا ایک گردے سے کافی مدت تک زندہ رہ سکتا ہے اور معمول کی زندگی گزار سکتا ہے اسی طرح دل اور آنکھ اگر میت کے جسم سے فوری طور پر نکال کر مریض کو لگا دیئے جائیں تو صحت یاب ہونے کی قوی امید ہوتی ہے، بشرطیکہ دل اور آنکھ کا قریبہ امراض سے محفوظ ہو۔ ڈاکٹروں نے یہ بھی کہا ہے کہ پیوند کاری کے یہ عملیات اگر ڈاکٹری اصولوں کے مطابق کئے جائیں تو کامیاب ہو جاتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں مریضوں کو ان عملیات سے فائدہ پہنچتا ہے۔ کمیٹی نے اطباء کا بیان سننے اور علماء کیساتھ بحث و مباحثہ کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ زندہ انسان سے خون لیکر مریض کو دینے یا کوئی عضو (مثلاً گردہ) نکال کر مریض کو لگانے کیلئے ایک شرط تو یہ ہے کہ اس سے اس کی موت کا خطرہ بھی نہ ہو اور ضرر پہنچنے کا کوئی اندیشہ بھی نہ ہو اگر عطیہ دینے والے کی موت یا یا ضرر پہنچنے کا خطرہ ہو تو پھر یہ عمل جائز نہیں ہے اور میت کا عضو لے کر پیوند کاری کرنا اسی وقت جائز ہے کہ ڈاکٹروں کو پورا یقین ہو جائے کہ موت واقع ہوگئی ہے اور جسم میں زندگی کا کوئی اثر باقی نہیں رہا اگر معمولی سا خشک بھی ہو کر مریض ابھی زندہ ہے تو اس کا کوئی عضو لینا جائز نہیں ہے۔ اسلئے کہ ایسی صورت حال میں جسم کو چاک کرنا قتل عمد کے مترادف ہے۔ (تفہیم المسائل ۳/۱۸۳)

مفتی نظام الدین اعظمی کا فتویٰ: ہاں اگر اضطراری صورت میں ایسی ہو جائے کہ احشاء جسم (اندرون

جسم) میں مثلاً گردہ، پیچہ پھڑا، جگر، دل وغیرہ میں سے کوئی اس درجہ خراب ہو جائے کہ اس کو نکال کر اس کی جگہ دوسرا لگانا ضروری ہو جائے اور ماہر معالجوں کے نزدیک جانبری کے لئے اور زندگی بچانے کیلئے اس عمل کے بغیر چارہ نہ رہے بلکہ یہی عمل متعین ہو جائے اور صحت و ابقاء زندگی کا گمان غالب حاصل رہے تو اس اضطراری حالت میں جان باقی رکھنے

کے لئے اس عمل کے بعد اضطرار مغبائش ہو سکے گی۔ (نظام الفتاویٰ ۳۸۶/۱) (جاری ہے)